مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیریت ہیں۔ اور درس قرآن کریم بعد از نماز ظہر تا قبل غروب آفتاب مسجد اقصےٰ میں فرماتے ہیں جس میں یہاں کے رہنے والوں کے علاوہ بہت سے باہر سے آئے ہوئے احباب بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور جن احباب کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ ضرور شامل درس ہونے کی کوشش کریں دوسرا پارہ ختم ہو چکا ہے۔ اور تیسرا شروع ہے *

میاں محمد سعید صاحب عرب کے ساتھ ماسٹر عبد الرحیم صاحب جو بارادہ حج بمبئی گئے تھے۔ جدہ جانے والے کسی جہاز کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے واپس آگئے ہیں *

گرمی بہت زوروں پر ہے۔ اور صائمین کو شدت پیاس میں مبتلا کر کے زیادہ اجر اور ثواب کا مستحق بنا رہی ہے *

اخبار احمدیہ

ضلع سیالکوٹ میں تبلیغی دورہ

حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں کہ مینے چودہری نصر اللہ خان صاحب کے ساتھ تبلیغی دورہ کیا ہے۔ داتا زید کا۔ گنٹھالیاں۔ چندر کے مگولے۔ کھیوا۔ اور دوبارہ کلاس والہ وغیرہ مقامات کا دورہ کیا چندہ کے لئے زور سے تحریک کیگئی۔ بفضلہ تعالیٰ تمام جماعتیں اپنا مقررہ چندہ دینے کو تیار ہیں۔ اور وصول کر رہی ہیں۔ سیالکوٹ کی لیکچر گاہ کے لئے بھی چندہ وصول کرنا تھا خدا کے فضل سے اس مد میں بھی چودہری صاحب کو کچھ روپیہ وصول ہوا *

ڈسکہ میں ایک احمدی بھائی کے نکاح کے موقعہ پر بہت سے غیر احمدی جمع تھے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تبلیغ کیگئی۔ لوگوں نے اطمینان سے سنا۔ اسی جگہ ایک بڑے مولوی محمد نذیر صاحب سے مباحثہ ہوا۔ بحث کا مضمون انہوں نے خود ہی یہ رکھا تھا۔ کہ حضرت آدم جس بہشت میں تھے۔ وہ زمین پر تھی یا آسمان پر۔ مولوی صاحب ثابت نہ کر سکے کہ آسمان پر تھی۔ اور سخت لاجواب ہو کر چلے گئے۔ پھر ایک سکول ماسٹر صاحب آئے۔ اور بڑے زور سے ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کو پیش کیا۔ لیکن یہ بھی ایسے گھبرائے۔ کہ ان کو بھری مجلس میں کہنا پڑا کہ یہ مباہلہ نہ تھا اور کہ ثناء اللہ نے نادانی کی۔ جو اُسنے لکھدیا کہ یہ تحریر مجھ کو منظور نہیں۔ اور کوئی دانا اس کو منظور نہیں کر سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر طاعون عذاب ہے تو اس سے مومن بھی کیوں مرتے ہیں

ایک صاحب کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

پیش ہوا جسمیں انہوں نے لکھا تھا کہ کیا طاعون منجملہ اور عذابوں کے ایک عذاب آلہی ہے۔ اگر عذاب ہے۔ تو پھر مومنین پر بھی کیوں نازل ہوتا ہے۔ اسکے جواب میں حضور نے لکھوایا کہ عذاب طاعون دشمنان حق کے لئے عذاب ہے۔ لیکن مومنوں کے لئے شہادت کا باعث ہے۔ کسی چیز کے عذاب ہونے کے یہ معنے نہیں کہ کوئی مومن بھی اسکے ذریعہ سے فوت نہ ہو قرآن کریم میں نبی کریم کی جنگوں کو عذاب کہا گیا ہے۔ حالانکہ ان میں صحابہ بھی شہید ہوئے ۔

سو عذاب کسی ہلاک کرنے والی چیز کو اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ کسی قوم کی ہلاکت یا تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ لڑائیوں میں بے شک مومن مارے گئے۔ مگر مسلمان ان سے ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ کافر ہی ہلاک ہوئے۔ اور مسلمان بڑھتے ہی چلے گئے۔ اسی طرح طاعون ہے۔ وہ جب کسی نبی کے انکار کے باعث آتی ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت اس نبی کی جماعت کے بعض لوگ بھی اس میں مبتلا ہوں لیکن اس کی جماعت کو اس سے تباہی کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا ہاں اس کے دشمنوں کو کم کرتی اور ہلاک کرتی چلی جاتی ہے پس اس کی جماعت کے لئے وہ باعث شہادت ہے۔ اور اسکے دشمنوں کے لئے باعث ہلاکت۔ اس کی جماعت کے لئے ایک ابتلاء ہے۔ اور اس کے دشمنوں کے لئے عذاب ہے۔

ضلع لاہور میں تبلیغ

برادر منشی محبوب عالم صاحب لاہور سے لکھتے ہیں ۱۔ ۱۵ جون اس عاجز کو ایک گاؤں میں جو لاہور سے پندرہ میل پر واقع ہے ایک شادی کے موقع پر جانا پڑا۔ چونکہ اس شادی میں سب اہل علم شامل ہونے والے تھے۔ اس لئے میں کچھ ٹریکٹ مختلف مضامین پر لے گیا۔ جو وہاں پر تقسیم کر دئے۔ اس پر انہوں نے صداقت مسیح موعود پر تقریر کرنے کے لئے کہا۔ مجمع کافی تھا۔ میں نے ۲½ گھنٹہ تقریر کی۔ درمیان میں ایک دو مولوی بولنے لگے۔ مگر انہیں میں سے ایک معزز شخص نے روک دیا۔ جب میری تقریر ختم ہو چکی۔ تو اسی شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس کی تقریر نہایت زبردست ہے اسکے خلاف کچھ نہ کہا۔ اس کے بعد آندھی آگئی۔ اور مخالفین کو میری تقریر کے خلاف کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملا ۔

قرآن فہمی کے اصول

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں استفساراً لکھا کہ "قرآن فہمی کے اصول سے مطلع فرمایا جاوے۔ حضور نے لکھوایا۔ کہ قرآن شریف کے معنے کرتے وقت مفصلہ ذیل باتیں مدنظر ہونی چاہئیں (۱) خود قرآن کریم کسی لفظ یا آیت کے کیا معنی بتاتا ہے (۲) ترتیب کلام کن معنوں کی مقتضی ہے (۳) رسول کریم نے کسی لفظ یا کسی آیت کے کیا معنے فرمائے ہیں (۴) تاریخ کن معنوں کی تائید کرتی ہے (۵) علم صرف نحو کن معنوں کی اجازت دیتا ہے (۶) مشاہدہ اور عقل سلیم کن معنوں کے موید ہیں"

ضلع لائل پور میں دورہ

میاں محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لائل پور نے بمعیت سید محمد لطیف صاحب مبلغ و برادر بابو سردار محمد صاحب محاسب انجمن احمدیہ لائلپور بغرض تبلیغ و وصولی چندہ بعض دیہات کا دورہ کیا ہے۔ اور اس کے متعلق مندرجہ ذیل رپورٹ بھیجی ہے۔ "ہم پہلے گوکھووال گئے۔ وہاں احمدی بھائیوں کو صدر کے احکام اور ضروریات سے آگاہ کیا گیا۔ تین دوستوں نے وصیت کی۔ نذرو مبلغ للعہ ادا بھی کر دیا۔ دو احباب نے ریویو کی خریداری منظور کی۔ یہاں باقاعدہ درس اور عورتوں کے لئے نماز جمعہ کا انتظام ہے۔ احمدیہ گرلز سکول کا معائنہ کیا گیا۔ نتیجہ تسلی بخش ہے۔ پھر ترکھانی بنگلہ پہونچے۔ وہاں منشی ہدایت اللہ صاحب سے دو روپیہ چندہ موصول ہوا۔ اور وعدہ کیا کہ وہ خریداری ریویو کے متعلق قادیان تحریر کر دینگے۔ پھر ہم موضع کلیانپور پہنچے۔ شام کو احباب نے کوچندہ جمع نہ تھا۔ حساب کیا۔ اور محصل انجمن چودہری محمد علی صاحب نے اپنے پاس سے ۱۲ دیدئے۔ یہاں بھی بفضل خدا مستورات کے لئے نماز جمعہ کا انتظام ہے۔ جملہ احباب امور دینیات میں خوب دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہاں لودہی ننگل ہوتے ہوئے سمندری پہونچے۔ لودہی ننگل میں جو چندہ ہوا۔ ان ہر دو مقامات میں ابھی اور چندہ باقی ہے جو وہ بعد میں روانہ فرما دینگے۔ سمندری میں برادر بابو محمد افضل صاحب سے جو گوجرانوالہ گئے ہوئے تھے ملاقات نہ ہو سکی لیکن چودھری محمد رشید صاحب نمبردار چک ۲۸۶ جن کے پاس جانے کے لئے ہم بالکل تیار تھے اتفاقاً سمندری میں ملے۔ اور انہوں نے وعدہ فرمایا۔ کہ وہ داخلہ معاملہ کے وقت چندہ ارسال فرما دینگے۔ پھر ہم چک ۲۲۳ میں جہاں چودہری محمد حسن صاحب واحد احمدی ہیں پہنچے لیکن وہ بھی جلسہ احمدیہ سیدوالہ میں شمولیت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ان کے اہل بیت نے جس اسلامی تپاک سے خیر مقدم کیا۔ ہم اس پر ان کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اس موضع میں سخت مخالفت سلسلہ ہے۔ وہاں سے تاندلیانوالہ میں پہونچے۔ مکرم بابو عطا محمد صاحب ریلوے سپروائزر دورہ پر تھے۔ اس لئے ان کو نہ مل سکے۔ البتہ سٹیشن پر شیخ دوست محمد صاحب سوداگر ملے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ کیوں ہم انہیں شہر میں نہیں ملے اسوقت انکے پاس دو روپے موجود تھے جو انہوں نے بخوشی چندہ دیا اور فرمایا کہ انہوں نے مبلغ دس روپے چندہ دینا تھا۔ پھر تاندلیانوالہ سے جڑانوالہ پہونچے۔ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ نے خریداری ریویو منظور فرمائی۔ یہاں پر ہمارا دورہ ختم ہوا ۔

اشاعت ترجمۃ القرآن کے لئے کوشش

جن احباب نے ترجمۃ القرآن اردو انگریزی اور دفتر ترقی اسلام کی دوسری مفید کتب اور ٹریکٹوں کی اشاعت کے لئے سعی اور کوشش فرمائی ہے۔ انہیں سے ہمارے محترم بھائی بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس وقت تک للعہ کی مندرجہ بالا کتب فروخت کی ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اور زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ نے یہ رقم صرف غیر احمدیوں اور ہندوؤں سے بذریعہ فروخت ترجمۃ القرآن اور دیگر کتب حاصل کی ہے۔ اور اس طرح آپ نے تبلیغ دین میں خاص طور پر حصہ لیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور آپکی ہمت اور کوشش میں برکت ڈالے ۔

کیا ہی اچھا ہو کہ دیگر مقامات کے احباب نے اشاعت ترجمۃ القرآن وغیرہ کے لئے جو سعی اور کوشش فرمائی ہے۔ اس سے آگاہ فرما دیں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے کہ کہاں اشاعت کتب سلسلہ کے لئے خاص کوشش کی جا چکی ہے۔ اور کہاں ابھی ضرورت ہے ۔

درخواست دعا

رمضان المبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے درس قرآن مجید سے بافراغت مستفیض ہونے نیز اپنی صحت کی بحالی کے لئے یکم جولائی ۱۹۱۷ء سے ڈیڑھ ماہ کی رخصت حاصل کی گئی ہے۔ احباب دعا فرما دیں کہ خدا تعالیٰ ان دونوں مقاصد میں مجھے کامیاب فرما کر پھر خدمت دین کی توفیق بخشے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار الفضل قادیان دارالامان

مورخہ ۳۰ جون ۱۹۱۷ء

کچھ الفضل کے متعلق

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ کہ کارپردازان الفضل کو اس نمبر کے ساتھ اخبار الفضل کی چوتھی جلد کے اختتام کی توفیق نصیب ہوئی۔ چونکہ اخبار کا قومی کاموں پر تبصرہ کرنا اور انکی ترقی و تنزل سے قوم کو آگاہ کرنا ایک مقدس فرض ہے اسلئے نہایت ضروری ہے کہ خود اخبار بھی جو قوم کی نیابت اور قائمقامی کا حق ادا کرتا ہو۔ اپنے آپ پر خود تبصرہ کرے اور قوم کو اپنی حالت کے اچھے یا بُرے ہونیکا اندازہ لگانے کا موقعہ دے کیونکہ وہ بھی ایک قومی کام ہے اور اسکی ترقی و تنزل کا اثر بھی قوم پر پڑتا ہے۔ اسی غرض کو پیش نظر رکھکر ہم "الفضل" کے ایک سالگذشتہ کے نشیب و فراز پر اختصار کے ساتھ خامہ فرسائی کرتے ہیں جو احباب کرام کی مسرت و خراشی کا موجب بنتے ہیں اور امید رکھتے ہیں۔ کہ اسکی طرف پوری توجہ مبذول فرمائی جائے گی۔

یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ "الفضل" کی یہ جلد نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی ہے ورنہ جو مشکلات اور رکاوٹیں اس سال رونما ہوتی رہیں۔ ان پر کامیابی حاصل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کاغذ کی گرانی اور سامان طباعت کی کمیابی ایسی بھاری اور مدنی رکاوٹیں تھیں۔ جو کسی زیادہ سے زیادہ اخلاص رکھنے والے اخبار پر بھی اثر انداز ہوئی بغیر نہ رہیں۔ بعض اکثر اخباروں کی ہستی کو یا تو انہوں نے بالکل مٹا دیا۔ یا مٹنے کے قریب کر دیا۔ اسی وجہ سے اخبار الفضل بھی جو ایک محدود جماعت کا آرگن ہونیکی وجہ سے اپنا حلقہ اشاعت بہت تنگ رکھتا ہے ان ناگزیر مشکلات سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہا اسے معمولی کاغذ پر چھاپا گیا۔ اگرچہ موجودہ حالات کے ماتحت ایسے کاغذ کا پہلے سے دگنی تگنی قیمت پر بھی دستیاب ہو جانا بہت بڑی بات تھی۔ پھر سال کے آخری حصہ میں حجم کم کرنا پڑا۔ مگر اسکی وجہ بھی کاغذ کی کمیابی ہی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کسقدر فضل اور احسان ہے کہ اخبار سوائے شاذ و نادر موقعہ کے جبکہ کوئی خاص روکاوٹ پیش آ گئی باقاعدہ شائع ہوتا رہا۔

مالی حالت

پھر یہ کسقدر خوشی کی بات ہے کہ اس خطرناک سال میں جو کہ اخباروں کی زندگی کے لئے فرشتہ اجل ثابت ہوا اخبار الفضل نے اپنے مصارف آپ برداشت کئے ہیں اور نہ صرف اپنے مصارف ہی خود برداشت کئے ہیں بلکہ کسی قدر پس انداز بھی کیا ہے جسے انشاء اللہ آئندہ اخبار کے بہتر اور عمدہ بنانے میں صرف کیا جا سکے گا۔ الفضل کے دور زندگی میں یہی ایک ایسا سال گذرا ہے جسمیں معزز و محترم مالکان اخبار کو اپنی جیب خاص سے اس پر کچھ صرف نہیں کرنا۔ ورنہ ہر سال ایک خطیر رقم محض جماعت کے سود و بہبود کی خاطر اس مد میں دینی پڑتی تھی۔

اگرچہ اخبار کی موجودہ اشاعت پہلے دو سالوں کی نسبت کسی قدر زیادہ ہے اور وہ احباب شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے خود خریدار بنکر اور دوسروں کو خریدار بناکر اخبار کی اشاعت بڑھائی ہے لیکن اس سال اخبار کے خود اخراجات برداشت کرنے کی وجہ صرف اس قلیل زیادتی اشاعت کو قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے اپنے فرض کو پہچان کر اخبار کی اشاعت بڑھانے میں خاص سعی اور کوشش سے کام لیا ہے بلکہ اسکی اصل اور بڑی وجہ یہ ہے کہ اخبار کے اخراجات میں بہت تخفیف کر دی گئی ہے اور پہلے کی نسبت نصف سے بھی کم خرچ رکھا گیا ہے جسے نہایت کفایت شعارانہ احتیاط کیساتھ کیا گیا گو یہ حد سے بڑھی ہوئی احتیاط بعض اوقات عملہ الفضل اور خاصکر ایڈیٹوریل سٹاف کے لئے تکلیف کا باعث اور خریداران الفضل کے لئے وجہ شکایت ہوئی لیکن چونکہ استحکام اخبار کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ اسلئے جس طرح عملہ الفضل نے اپنا قومی فرض سمجھکر خوشی سے ان مشکلات کو برداشت کیا ہے اسی طرح امید ہے ناظرین کرام بھی اپنی شکایات کو بھول جائینگے اور آئندہ سال کے لئے بڑی خوشی سے الفضل کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہونگے۔

مضامین اخبار

اس سال جو مضامین اخبار الفضل میں شائع ہوئے ہیں ان کے مفید یا غیر مفید اچھے یا بُرے ہونیکے متعلق ہمیں کچھ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ اسکا فیصلہ ناظرین اخبار کے ہاتھ میں ہے۔ اور انہیں کا فیصلہ اس بارے میں کچھ وزن بھی رکھتا ہو لیکن فیصلہ کرنیمیں آسانی پیدا کرنے اور بہت جلد کسی خاص نتیجہ تک پہنچنے کے لئے ان معلومات کے علاوہ جن سے احباب براہ راست آگاہ ہیں ہمارے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اس سال الفضل کے مندرجہ ذیل مضامین کو مختلف احباب نے ٹریکٹ کی صورت میں چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا (۱) قبولیت دعا کے طریق از اخبار ۲۹ جولائی و ۸ اگست ۱۹۱۶ء (۲) اولی الامر منکم کی اطاعت فرض ہے۔ از اخبار ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء (۳) مولوی ثناء اللہ کے روبرو اسی کے محلہ کی مسجد میں حضرت مسیح موعود کے کشف پر حلف اٹھائی گئی از اخبار ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء) یہ ٹریکٹ دو دفعہ چھپا (۴) پروفیسر مارگولی ایتھ قادیان میں (از اخبار ۱۱ دسمبر ۱۹۱۶ء) (۵) اختلافات مابین احمدیان و غیر احمدیان (از اخبار ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء) (۶) حضرت مسیح موعود کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی (از اخبار ۲ مارچ ۱۹۱۷ء)

ان میں سے دو ٹریکٹ تو قیمتاً فروخت ہوئے اور باقی مفت تقسیم کئے گئے اسکے علاوہ الفضل کے دو مضامین کا انگریزی میں ترجمہ ہوکر رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" میں شائع ہوا جہانتک ہمیں علم ہے "الفضل" کو یہ خصوصیت اسی سال حاصل ہوئی ہے کہ اسکے اسقدر مضامین کو ٹریکٹ کی صورت میں چھپوا کر شائع کرانے اور اردو سے انگریزی

جا سکنے کے قابل سمجھا گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک

ہمارے مضامین زیادہ تر اپنی جماعت کے بہبود و بہبودگی سے تعلق رکھتے اور اسی کے مذاق کے ہوتے ہیں نیز خالص مذہبی رنگ میں لکھے جاتے ہیں اسلئے اگر وہ مذہب سے دلچسپی نہ رکھنے والے لوگوں یا سلسلہ احمدیہ کو اچھی نظر سے نہ دیکھنے والوں کیلئے پسندیدگی کا موجب ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے لیکن خوشی کی بات ہے کہ اس سال مندرجہ ذیل اخبارات نے الفضل کے مضامین اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے نقل کئے (۱) روزانہ پیسہ اخبار (۲) لائل گزٹ (۳) ہمدم روزانہ (۴) خالصہ اخبار (۵) اخبار عام (۶) مسافر آگرہ (۷) اہلحدیث (۸) راجپوت گزٹ

ہم مندرجہ بالا اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنے ناظرین کو ہمارے کسی نہ کسی مضمون سے بہرہ اندوز ہونیکا موقعہ دیا اور امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں آئندہ بھی اسی طرح شکرگذاری کا موقعہ دینگے۔

مضامین نگار

خدا کے فضل و کرم سے ہماری جماعت میں اچھے اچھے لکھنے والے اور صاحب قلم اصحاب موجود ہیں اور اگر وہ تھوڑی سی تکلیف گوارا فرماویں تو نہایت مفید اعلیٰ درجہ کے مضامین رقم فرما سکتے ہیں لیکن افسوس کہ بہت کم ایسے اصحاب ہیں جو اسطرف توجہ فرماتے ہیں حالانکہ اگر دیکھا جائے تو اس زمانہ میں تبلیغ دین کے لئے قلم ایک بہت بڑا ذریعہ ہے پس جنہیں خدا تعالےٰ نے اسپر دسترس و اختیار دیا ہے۔ انکا فرض ہے کہ اس سے کام لیں۔

اسمیں شک نہیں کہ بہت سے علماء و فضلاء کے اوقات دینی امور کی سر انجام دہی میں نہایت مصروفیت کیساتھ گذرتے ہیں لیکن تبلیغ دین کے خیال سے یا امور دینیہ سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے مضامین لکھنا بھی کار بیکار نہیں ہے کہ دیگر کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے اسطرف توجہ ہی نہ فرمائی جائے بلکہ دیگر فرائض کی طرح اسے بھی اپنا فرض سمجھنا ضروری ہے امید رکھنی چاہئے کہ آئندہ سال ہمارے محترم صاحب قلم احباب ضرور اسطرف متوجہ ہونگے اور الفضل کو اپنے مضامین سے مشکور کرنیکا فخر بخشینگے۔

اس سال صرف مندرجہ ذیل اصحاب نے الفضل کے لئے مضامین لکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب (مولوی فاضل)، جناب مولوی فضل الدین صاحب (مختار)، جناب قاضی اکمل صاحب۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب (راجیکی)، جناب مولوی کرمداد صاحب (دوالمیال) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (ایم اے) جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہم شکرگذار ہیں ان احباب کے اور امید رکھتے ہیں کہ انکی توجہ الفضل کی طرف بیش از بیش مبذول رہے گی اور وہ آئندہ بھی اپنے مضامین سے الفضل کے صفحات کو مزین فرمائینگے۔

عملہ اخبار

اخبار کی قلیل اشاعت اور کثرت مصارف کی وجہ سے اس سال عملہ اخبار میں پہلے کی نسبت بہت کچھ تخفیف کر دیگئی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس تخفیف سے اخبار کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ فائدہ ہوا۔ ایک تو اخبار اپنا خرچ آپ برداشت کرنیکے قابل ہو گیا۔ دوسرے پہلے کی نسبت کسی قدر اشاعت بھی بڑھ گئی یہ محض خدا تعالےٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ ثانی کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا نہ کہ عملہ الفضل کی قابلیت اور کوشش سے جسے اپنی کمزوری اور نااہلیت کا خود اعتراف ہے۔

ایڈیٹوریل سٹاف میں اس سال کچھ عرصہ حافظ جمال احمد صاحب بطور اسسٹنٹ کام کرتے رہے جو اگرچہ اخبار کے کام میں نوآموز تھے لیکن انہوں نے محنت اور شوق کیساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی میں پوری کوشش سے کام لیا اور اگر وہ اسی کام میں لگے رہتے تو امید تھی کہ مضامین نویسی میں اچھی قابلیت اور مشق حاصل کر لیتے لیکن راولپنڈی میں بطور مبلغ ان کا قیام ضروری سمجھا گیا اور انکی جگہ مہر محمد خان صاحب کو لگایا گیا جو اسوقت تک کام کر رہے ہیں جس ہمدردی اور فرض شناسی کیساتھ وہ کام میں مدد دیتے ہیں وہ قابل تعریف ہے اور اس سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اخبار نویسی کے فن سے بہت اچھی واقفیت حاصل کر لینگے۔

ایڈیٹوریل سٹاف کے متعلق اسی قدر بیان کر دینے کے بعد کچھ مینجر آفس کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کیونکہ اخبار کا باقاعدہ شائع ہونا بہت زیادہ اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس دفتر کی نگرانی اور ذمہ واری کا کام قاضی اکمل صاحب جیسے دیرینہ تجربہ کار کے سپرد رہا۔ یہاں کسی اخبار کی مینیجری کا کام کوئی آسان کام نہیں ہے مطبع کی ہر ایک چیز باہر سے منگانی پڑتی ہے اور اگر وہ کسی وجہ سے وقت پر نہ منگائی جا سکے یا نہ پہنچ سکے تو اخبار شائع نہیں ہو سکتا۔ یا اگر کوئی پریس کا آدمی کام چھوڑ دے یا کاتب بیمار ہو جائے یا کہیں چلا جائے۔ تو اسکی بجائے دوسرے کا انتظام کرنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے ایسی ہی روکوں کے پیش آجانے کی وجہ سے اگر اخبار کا کوئی پرچہ اپنے وقت مقررہ پر شائع نہ ہو سکے تو ہمارے ناظرین کو رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ دعا کرنی چاہئیے۔ مینجر صاحب نے اپنی طرف سے اخبار کو وقت پر شائع کرنے کی کوشش میں نہ کبھی پہلے کوئی دقیقہ فرو گذاشت کیا ہے اور نہ آئندہ کرینگے لیکن ہر مشکل اور روک پر کامیابی حاصل کرنا کسی انسان کا کام نہیں ہے اسلئے وہ بھی بعض اوقات مجبور ہو جاتے ہیں پس احباب دعا کریں کہ خدا تعالےٰ کارکنان الفضل کو اس قسم کی روکوں کا سامنا ہی نہ ہونے دے جنکا اثر اخبار کی اشاعت پر پڑتا ہے۔

اسکے بعد ہم ان احباب کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے اس سال اخبار کی اشاعت بڑھانے میں حصہ لیا۔ اور جنہوں نے نہیں لیا۔ ان کی خدمت میں استدعا کرتے ہیں کہ آئندہ سال اس فرض سے سبکدوش ہونے کی کوشش کریں۔ ہم اپنے متعلق صرف اسی قدر عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق اخبار کو مفید اور دلچسپ بنانے کی پوری پوری سعی اور کوشش کرینگے وباللہ التوفیق

فہرست مضامین

چونکہ اخبار الفضل کے پرچوں کو بہت سے احباب نہایت احتیاط کے ساتھ جلد بندھوا کر محفوظ رکھتے ہیں اسلئے اس جلد کے تمام مضامین کی فہرست مرتب کر دی گئی ہے تاکہ جب کبھی کوئی مضمون تلاش کرنیکی ضرورت ہو تو آسانی سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

اختیاری امتحانوں میں پورے اترو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۷ء

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۲-۹۴)

خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی آزمائش کے لئے دو قسم کے امتحان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جنمیں بندہ کا اپنا دخل ہوتا ہے دوسرے وہ جن میں بندہ کا دخل نہیں ہوتا بلکہ ان امتحانات کا تمام سامان خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا جاتا ہے جو امتحانات بندہ کے اختیار میں ہیں۔ ان میں اسکی ہمت کا اسے ثواب ملتا ہے اور جو امتحانات خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں ان میں انسان کو صبر کا ثواب ملتا ہے۔

انسان کے ہاتھ میں جو امتحانات ہیں وہ نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ صدقہ وخیرات اور دین کی خدمت ہے اگر دشمن تلوار سے اسلام کو مٹانا چاہے تو تلوار سے اور اگر مال سے نقصان پہنچانا چاہے تو مال سے اور اگر قلم وزبان سے حملہ آور ہو تو قلم وزبان سے اسکا مقابلہ کیا جائے۔

ان امتحانوں میں بہت سی سہولتیں ہیں اور انسان انمیں بہت سی آسانیاں پیدا کر لیتا ہے مثلاً نماز اگر اسکے پڑھنے کے لئے ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں تکلیف ہو تو گرم پانی استعمال کر لیتا ہے اگر جسم کو سردی کی تکلیف ہو۔ تو گرم کپڑے پہن لیتا ہے یا اگر گرمی کے باعث چھت کے نیچے نہ کھڑا ہوا جاتا ہو تو میدان میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اگر زمین تپی ہوئی ہو تو نیچے کپڑا بچھا لیتا ہے اگر کھڑا ہونے سے تکلیف ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھکر تکلیف ہو تو لیٹ کر پڑھ لیتا ہے۔ غرض اس صورت میں انسان اپنی تکلیف کے دور کرنیکے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کر سکتا ہے۔

اسی طرح روزہ کا امتحان ہے وہ بھی بندہ کے ہاتھ میں دیا گیا ہے اسمیں بھوک پیاس لگتی ہے۔ اسکے لئے سحری کے وقت ایسی غذائیں استعمال کر سکتا ہے جو تمام دن معدہ میں رہیں یا ایسے کام ترک کر سکتا ہے جن سے بھوک یا پیاس لگے۔

اسی طرح حج ہے اسکے لئے فرصت کا وقت تجویز کر سکتا ہے سفر کے لیے سامان بہم پہنچا سکتا ہے جو آرام کا موجب ہوں اور سواری میں اونٹ پسند نہیں تو گھوڑے پر سفر کر سکتا ہے۔ ریل بھی ہے اور ریل نہ ہو تو اکے یا بگیاں اور پالکیاں بہم پہنچا لیا کرتے ہیں۔ غرض سفر کو آسانی سے طے کرنے کے لئے جو سامان چاہئے استعمال کر سکتا ہے۔

زکوٰۃ کا بھی یہی حال ہے ایک مقررہ رقم ہے اور جس قسم کی چیزیں ہوں انہی میں سے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ پھر یہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ دیدی جائے بلکہ صاحب زکوٰۃ سال کے اندر اندر دی جا سکتی ہے۔ غرض کئی قسم کی اور بھی سہولتیں پیدا کی جا سکتی ہیں۔

پس نماز میں بھی سہولتیں ہیں روزہ میں بھی حج میں بھی اور زکوٰۃ میں بھی۔ جہاد میں بھی سہولتیں پیدا کیجا سکتی ہیں۔ پیدل کام نہ ہو سکے تو سوار ہو جاؤ۔ زرہ پہن لو ہتھیار جس قدر اسباب اور حفاظت کے لئے ضروری ہوں سب سے کام لیا جا سکتا ہے اور اگر تلوار سے جہاد کا وقت نہ ہو۔ تو اس وقت جس طریق سے دین کی خدمت کی ضرورت ہو۔ اس طرح کر سکتا ہے یعنے اگر لکھنا جانتا ہے تو قلم سے اگر بولنا جانتا ہے تو زبان سے کام کر سکتا ہے۔ اموال خرچ کر سکتا ہے۔

یہ امتحان اسلئے ہیں کہ جو انسان ان کو پورا کر لیں وہ ان امتحانوں سے بچائے جائیں جو خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں اور ان میں انسان کا کوئی دخل نہیں مثلاً مری پڑے اور تمام بال بچے ہلاک ہو جائیں بے وقت بارشیں ہوں یا حد سے زیادہ ہوں اور کھیت کے کھیت تباہ ہو جائیں اور متواتر کئی سال تک ایسا ہی ہوتا ہے۔ یا تجارت کرتا ہو اور اسمیں گھاٹا پڑ جائے اسی طرح کے اور امتحان ہیں جنمیں انسان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ انسان کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جس میں کسی پہلو سے آرام نہیں آتا۔ لیکن اگر وہ باتیں جو انسان کے اختیار میں رکھ دی گئی ہیں ان کو پورا کر دیا جائے تو وہ ایسے ابتلاؤں کے لئے بطور کفارہ کے ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر ان کو پورا نہ کرے تو پھر ایسے مصائب میں ڈالا جاتا ہے جن سے بچنا محال ہو جاتا ہے۔

مثلاً جہاد کے لئے مال خرچ کرنا پڑتا ہے وقت صرف ہوتا ہے اور محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے مگر جب کوئی شخص اس راہ میں باوجود اسقدر آسانیاں پیدا کر دینے کے خود بخود قدم نہیں اٹھاتا تو پھر اسکو ایسی تکلیف دی جاتی ہے اور ایسے امتحان میں ڈالا جاتا ہے کہ جسمیں نہ اسکا کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ اس سے بچنے کے لئے کوئی آسانی پیدا کر سکتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں جو انسان اپنے لئے خود کوئی تکلیف یا امتحان تجویز کرتا ہے وہ اگر زیادہ بھی ہو تو بھی برداشت کر لیتا ہے مثلاً کسی شخص کے پاس سو روپیہ ہو اور وہ اس میں سے دس روپیہ صدقہ کر دے تو اسکو کوئی تکلیف نہیں ہوگی مگر جب اسکے دس روپیہ گر جائیں یا کوئی اس سے چھین لے تو اسکو سخت رنج اور تکلیف ہوگی کیوں؟ اسلئے کہ پہلے دس اسنے خود صدقہ کئے اور دوسرے اسکی مرضی کے خلاف اسکے ہاتھ سے گئے۔ یا مثلاً ایک شخص اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے مگر ایک دوسرا خدا کی راہ میں جان دینے سے جی چرا کر اپنے گھر میں بیٹھ رہتا ہے مگر کوئی مصیبت آتی ہے اور اسکی جان لے جاتی ہے۔ اب مرنے کو تو دونوں گئے وہ بھی جو خدا کی راہ میں مرا اور وہ بھی جو گھر بیٹھکر مرا لیکن ان دونوں کی مرنے کے وقت ایک سی حالت نہیں ہو سکتی وہ جو خدا کی راہ میں خود قدم بڑھاتا ہے وہ خوشی سے اپنی جان دیتا ہے کیوں اسلئے کہ پہلا شخص خود اپنے لئے خدا کی راہ میں جان دینا تجویز کرتا ہے اسلئے اسکو تکلیف نہیں بلکہ خوشی ہوتی ہے اور دوسرا شخص چونکہ خدا کی گرفت میں آکر جان دیتا ہے اسلئے وہ زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح ایک ایسا شخص جو نماز تہجد کے لئے سردی کی راتوں

میں اٹھتا اور دو تین گھنٹے آہ و زاری میں لگا رہتا ہے اسکے جسم کو بھی تکلیف پہنچتی ہے مگر وہ اسکی کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا یہ تکلیف اٹھانا خدا کی رضا کے لئے ہی اور اس نے اپنے لئے خود تجویز کی ہی مگر اسکے مقابلہ میں وہ شخص جو کسی مصیبت کے باعث روتا ہے اس کا دل مرجاتا ہے وہ سخت کرب اور دکھ محسوس کرتا ہی ان دونوں کا فرق ظاہر ہے پہلا خدا کی راہ میں خوشی سے خود تکلیف برداشت کرتا ہے اور دوسرا اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اسلئے اس کو وہ تکلیف بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے ہاں جو شخص خدا کی بھیجی ہوئی مصیبتوں اور ابتلاؤں پر صبر کرتا ہے وہ بھی ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے پہلا جو ہے اسکو تو دوہرا ثواب ملتا ہے ایک اسلئے کہ اس نے خدا کی راہ میں خود خرچ کیا اور تکلیف اٹھائی اور دوسرے یہ کہ اس تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا۔ دوسرا شخص اگرچہ خود تو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اور نہ خود خدا کی راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے مگر جب خدا خود اس کا امتحان لیتا ہے۔ تو پھر صبر و شکر کو نہیں چھوڑتا اسلئے اسکو بھی ثواب ملتا ہی مگر پہلے سے آدھا۔

اگرچہ وہ لوگ بھی جو ان ابتلاؤں اور امتحانوں کو اپنے اوپر جاری کر لیتے ہیں جو خدا نے انسان کے ہاتھ میں رکھی ہیں بعض اوقات ان ابتلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں جو خدا کے ہی اختیار میں ہیں اور انسان کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں لیکن جو ان کے لئے اس قسم کے ابتلا بھیجے جاتے ہیں تو ان سے یہ ہرگز غرض اور غایت نہیں ہوتی کہ وہ ہلاک کردیئے جائیں۔ بلکہ ان ابتلاؤں سے ان لوگوں کی روحانی نشوونما اور درجات میں ایک دوسرے پر تفوق ظاہر کیا جاتا ہے کیونکہ اختیاری امتحانوں میں تو وہ سب برابر ہوتے ہیں پھر ایسے امتحانوں میں پڑکر صبر اور شکر دکھلاتے ہیں ان کے درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۲ : ۱۷۹)

اے مومنو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر کئے گئے تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ کوئی نئی بات ہے نئی نہیں اس پر کہا جا سکتا تھا کہ ہم مانتے ہیں پہلے لوگوں پر روزے فرض تھے اور انہوں نے اس بوجھ کو اٹھایا تھا۔ لیکن انہوں نے غلطی کی تھی ہم پر یہ بوجھ نہ ڈالا جائے اگر پہلوں پر ڈالا گیا اور انہوں نے اٹھا لیا تو یہ ان کی بے عقلی تھی اسکے متعلق فرمایا دیکھو یہ نہ پہلوں پر بوجھ تھا نہ ان کو مجبور کیا گیا تھا اور اب نہ تم پر بوجھ ہے اور نہ تمکو مجبور کیا جاتا ہے۔ بلکہ اسکی غرض یہ ہے کہ تم اس آفت سے بچ جاؤ۔ جو لوگوں پر ان کی ہلاکت اور تباہی کے لئے اسوقت آتی ہے جب وہ خدا کی طرف سے بالکل غافل اور بے پروا ہو جایا کرتے ہیں۔

پس یہ ہرگز مت سمجھو کہ تم پر کوئی بوجھ لادا گیا ہی ہرگز نہیں بلکہ یہ تو تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ اس سے بتایا گیا ہے کہ روزے ان ابتلاؤں میں سے ہیں جنکا ہلکا اور آسان کرنا بندہ کے اختیار میں ہے جو لوگ اس ابتلا میں پڑے اترتے ہیں وہ جسمانی اور روحانی کئی قسم کے ایسے ابتلاؤں سے بچ جاتے ہیں جو ان ابتلاؤں کو پورا نہ کرنے کی صورت میں لازمی ہوتے ہیں اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ روزے اس حکمت کے لئے ہیں کہ تم سخت اور ہلاک کرنیوالی آزمائشوں سے بچ جاؤ۔ لیکن جو انسان ان امتحانوں کو اپنے اوپر جاری نہیں کرتا اس پر خود خدا تعالٰے اپنے امتحانات بھیجتا ہے۔ جن کے سامنے وہ کچھ نہیں کر سکتا۔

دیکھو ایک استاد کبھی طالب علم کو کہتا ہے کہ اپنے کان کھینچو۔ یا اپنے منہ پر آپ تھپڑ مارو۔ اگر طالب علم اپنے منہ پر آپ تھپڑ مارے تب تو خیر لیکن اگر خود تھپڑ مارنے یا خود کان کھینچنے سے انکار کرے تو پھر استاد مارتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ استاد وہ نرمی روا نہیں رکھیگا جو خود طالبعلم اپنے اوپر روا رکھ سکتا تھا۔ اسی طرح جو لوگ ان ابتلاؤں کی پروا نہیں کرتے جو خدا نے انسان کے ہاتھ میں چھوڑ رکھے ہیں تو پھر خدا کی طرف سے ایسے ابتلا آتے ہیں۔ جن سے ہلاک کئے جاتے ہیں۔

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے لوگ اس سے غافل ہو چکے ہیں ان کو معلوم ہو کہ خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے اور حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں خدا کا غضب ایسا بھڑکا ہی کہ پہلے کبھی ایسا نہیں بھڑکا تھا وہ چاہتا ہی کہ جلا کر خاکستر کردے مگر بندوں کو پھر بھی مہلت دے رہا ہے پس حضرت صاحب نے کچھ چیزیں اور کام اشاعت دین کے لئے مقرر فرمائے ہیں جو لوگ انکو پورا کریں گے وہ خدا کے غضب سے بچ جائینگے لیکن جو اس میں سستی کرینگے وہ خدا کے اس غضب سے بچ نہیں سکتے جو وہ نازل کرنا چاہتا ہے۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئیے کہ اس سے بچنے کے لئے خاص طور پر توجہ کریں ان میں جسقدر سہولتیں وہ بہم پہنچا سکتے ہیں بہم پہنچانا چاہئیں۔ اگر وہ اسوقت توجہ نہیں کرینگے تو پھر دوسری قسم کے ابتلا میں انکی کچھ پروا نہیں کیجائے گی اگر وہ اسوقت مال نہیں خرچ کرینگے تو خدا تعالٰے ان پر ایک ایسا وقت لائیگا کہ انکے بیوی بچوں کے لئے بھی کچھ نہیں چھوڑیگا بعض لوگوں کی حالت یہ ہی۔ کہ موجودہ شرح چندہ کو اپنے لئے ایک مصیبت قرار دیتے ہیں۔ ہاں بہت سے ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کو تین پیسہ فی روپیہ کہا جائے تو وہ چار پیسہ دینے کے لئے تیار رہتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جو ایسے نہیں انکو سمجھ لینا چاہئیے کہ جسقدر زیادہ وہ اپنے طور پر دینگے اسی قدر ان کے لئے فائدہ مند ہوگا اور اگر وہ نہیں دینگے۔ تو خدا ان سے جبراً چھین لیگا اور وہ کچھ نہیں کر سکینگے مثلاً بچہ کو جب دوائی دی جاتی ہے اور وہ نہیں پیتا۔ تو اسکے منہ میں چمچہ ڈالکر زبردستی اسکے گلے سے نیچے اتار دی جاتی ہے۔

غرض خدا تعالٰے چاہتا ہی کہ سب لوگ کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کریں جو نہیں کرینگے ان کے مال ضائع جائیں گے اسوقت ان کو اس امر کی خوشی نہ ہوگی۔ کہ خدا کی راہ میں کچھ خرچ کیا ہے مگر پھر وہ ایسے ابتلاؤں میں ڈالے جائینگے۔ جن میں پڑکر انجام اچھا نہیں ہوتا۔

خدا تعالٰے ہمیں توفیق دے کہ ہم اسکے ان احکاموں کو جو ہمارے اختیار میں ہیں بجا لائیں۔ تا ان چیزوں کے وارث ہوں جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے رکھی ہیں اور وہ ہمیں اپنے غضب سے بچائے۔ کہ اس کے غضب کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ۔

لنڈن سے خط

تبلیغی ضرورتیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تبلیغ کا کام وہاں بہت ترقی پر ہے۔ حضرت مفتی صاحب بخیریت ہیں۔ موسم خوشگوار ہے۔ مولوی فاضل عبدالمحی عرب صاحب بھی اب ہمارے پاس آرہے ہیں۔ یہ جو دو مکان ایک آدمی کی رہایش کے واسطے تھا۔ اب اور مکان کی تلاش ہو۔ جس مکان میں ہم رہتے ہیں۔ اس کا کرایہ قریباً ستر روپیہ ماہوار ہم دیتے ہیں تاہم اتنی گنجایش نہیں ہے۔ کہ ضروریات کے لئے کافی ہوسکے۔ اب ایک ایسے مکان کی ضرورت ہے۔ جسمیں لیکچر بھی ہوسکیں۔ یہاں بات بات پر روپیہ کا خرچ ہے۔ دھوبی صاحب جو کپڑے دھوتے ہیں۔ لوگوں کے مکان پر سے میلے کپڑے لینے اور صاف کپڑے دینے کے واسطے اپنی موٹر پر سوار ہو کر آتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اپنے نوکر کو بھیجتے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فی کپڑا کیا دھلائی لیتے ہونگے ؎

دو نو مسلم دو نئے شخص داخل اسلام ہوئے۔ جن کی درخواستہائے بیعت بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ روانہ کی گئی ہیں۔ ایک صاحب کا نام مسٹر جی ڈرانی کوٹ ہے۔ جن کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا ہے اور دوسرے ایک نوجوان ہیں۔ جن کا نام مسٹر الفرڈ این ہو۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اور ان کے ساتھ اوروں کو بھی حقیقت اسلام پر عملی زندگی بسر کرتے ہوئے خدائے واحد کو راضی کر لینے کی توفیق عطا فرماوے ؎

ایک دہریہ سے مباحثہ ایک سیرگاہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ایک دہریہ کے ساتھ ہستی باری تعالےٰ کے مضمون پر مباحثہ ہوا۔ جس کا مختصر انباح احباب کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے ؎

دہریہ۔ مینے سنا ہے۔ آپ خدا کو مانتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے خدا کو کیونکر مانا جا سکتا ہے۔ مینے تو اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کہاں ہے ؎

مفتی صاحب۔ کیا آپ صرف ان چیزوں کو مانتے ہیں۔ جن کو آپنے دیکھا ہے؟

دہریہ۔ اور کیا۔ بن دیکھے کیسے مان لیں ؎

مفتی صاحب۔ کیا آپنے ملک ہندوستان دیکھا ہے؟ اگر نہیں دیکھا تو کیا آپکے نزدیک ملک ہندوستان کوئی نہیں ؎

دہریہ۔ بیشک مینے ہندوستان نہیں دیکھا۔ مگر ہزار ہا ایسے انسان ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان کو دیکھا۔ اور ہمیں بتلایا اسواسطے ہم ہندوستان کی ہستی کے قائل ہیں ؎

مفتی صاحب۔ پس پہلی بات تو غلط ہو گئی۔ کہ بن دیکھے آپ کسی شئے کی ہستی کو مان نہیں سکتے۔ اب معلوم ہوا کہ آپ دوسروں کے دیکھے ہوئے کو بھی مان لیتے ہیں۔ اب آپ مجھے یہ بتلائیں کہ ان شخصوں کی تعداد کتنی ہے۔ جنہوں نے ہندوستان دیکھا۔ اور آپ کو بتلایا اور آپ ہندوستان کی ہستی کے قائل ہوگئے ؎

دہریہ۔ ایک ہزار آدمی ایسا ہوگا ؎

مفتی صاحب۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہرگز آپ کو عمر بھر میں بھی اتنے آدمی خود ہندوستان کو دیکھنے والے اور پھر آپ کو بتلانے والے نہ ملے ہوں گے۔ کہ انکی تعداد ایک ہزار ہو جائے۔ اور ایسی اخلاقی کمزوری بھی آپ سے اسواسطے سرزد ہوئی ہے۔ کہ آپ خدا کے منکر ہیں۔ ورنہ کبھی آپ صرف اپنی بات بنانے کے واسطے اپنی بات پر زور نہ دیتے۔ لیکن بحث کو مختصر کرنے کے لئے میں مان لیتا ہوں کہ ایک ہزار آدمی نے آپ کو بتلایا کہ انہوں نے ہندوستان دیکھا ہے۔ تب آپ ہندوستان کی ہستی کے قائل ہوگئے۔ اور اس سے یہ قاعدہ معلوم ہو گیا۔ کہ کسی چیز کی ہستی کے واسطے ایکہزار کی شہادت کافی ہے۔

اب میں آپکو بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کو دیکھنے والے انبیاء اور اولیاء اللہ کی فہرست جو کتابوں میں موجود ہے اور انکی شہادت موجود ہے۔ ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ پس آپ ہی کے اصول کے مطابق آپکے واسطے ضروری ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہو جاویں ؎

دہریہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ مگر میں اسواسطے قائل نہیں ہوتا کہ ہندوستان کو میں خود بھی دیکھ سکتا ہوں۔ ابھی میں کمپنی کے دفتر میں جاؤں۔ ٹکٹ خریدوں اور ہندوستان کو دیکھ لوں۔ صرف لوگوں کی شہادت کافی نہیں ؎

مفتی صاحب۔ یہ آپکی دوسری لغزش ہے۔ اب صرف شہادت کافی نہیں۔ بلکہ اسواسطے مانا ہے کہ ہندوستان کو خود دیکھ سکتے ہیں۔ مگر اول تو میں کہتا ہوں کہ آپنے جا کر دیکھا نہیں۔ صرف زبانی باتیں ہیں۔ دوم۔ اپنا کام چھوڑ کر کمپنی کے پاس آپ جائیں۔ ہزار بارہ سو اپنا خرچ کر کے ٹکٹ اور ضروری سامان لیں۔ دو سہ ماہ کا وقت خرچ کریں ایسے خطرناک دنوں میں جہاز کا سفر کریں۔ جسمیں یہ بھی پتہ نہیں کہ راستہ میں ڈوبیں یا وہاں پہنچیں۔ جب ہندوستان خود دیکھنے کے لئے اسقدر روپیہ اور محنت اور وقت اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ یا بالفاظ دیگر وہ سب کچھ اور فی زمانہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر کرنے کی ضرورت ہے جو اور دیکھنے والوں نے کیا۔ تو از روئے انصاف خدا کو دیکھنے کے لئے وہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں جو انبیاء اور اولیاء اللہ نے کیا۔ آپ ان کے فرمائے ہوئے طریق کے مطابق عبادت۔ ریاضت اور عملی زندگی اختیار کریں۔ آپ کو بھی وہ فضل حاصل ہوگا۔ یہ بات دین اسلام سکھاتا ہے ؎

دہریہ۔ میں کیا کروں میرے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہیں اور نہ مینے کبھی کوئی ایسا شخص دیکھا ہے۔ جس نے خدا کو دیکھا ہو تاکہ میں اس سے راہبری حاصل کروں ؎

مفتی صاحب۔ یہ آپ کی اور لغزش ہے۔ اب آپنے ایک اور نئی شرط لگائی۔ کہ خدا کو دیکھنے والا کوئی آپکے زمانہ میں ہو۔ اور آپ اسے دیکھیں۔ مگر دیکھو خدا نے آپکو شرمندہ کرنے کے واسطے سب سامان کر دئے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی خدا نے ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ اور دیکھو اور غور سے سنو۔ یہ جو تمہارے سامنے کھڑا اور بول رہا ہے اس نے خدا کو دیکھا ہے (اسپر تمام مجمع چونکا۔ اور دہریہ حیران سا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ اسکی کیا کیفیت تھی۔ اسبات کا ثبوت کیا ہے کہ آپنے دیکھا ہے)

مفتی صاحب! سنو جب میں جہاز سارڈینیا پر آ رہا تھا۔ اور ہمارا جہاز بحیرہ روم میں پہونچا اور سب لوگ خوف زدہ تھے۔ کہ بحیرہ روم میں آب دوز کشتیاں

بہت ہیں۔ جو جہازوں کو غرق کر رہی ہیں۔ اور جان کا سخت خطرہ تھا۔ اور ہر شخص لائیف بلٹ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اسوقت مجھے دکھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس جہاز کی حفاظت کر رہا ہے۔ اور مجھے تشفی دیگئی۔ کہ یہ جہاز سلامت کنارے پر پہونچیگا۔ تب مینے جہاز کے بہت سے لوگوں کو جن میں بعض پادری بھی تھے۔ اور جن کو میں تبلیغ اسلام کر رہا تھا۔ یہ خوشخبری دی۔ اور جہاز کے چلانے والوں کو بھی بتلایا۔ اور ان میں سے کئی لوگ اب انگلینڈ میں موجود ہیں۔ جا کر ان سے پوچھ لو۔ کیا یہ ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت نہیں۔ کیا انسان اپنے قیاس سے ایسا کہہ سکتا ہے ؁

ان باتوں کو سنکر سامعین کے دلوں پر بڑا اثر ہوا۔ اور دہریہ بھی حیران ہوا۔ ایک پادری صاحب مفتی صاحب کے پیچھے کھڑے ہوئے شاباش شاباش کے نعرے لگا رہے تھے۔ ایک دہریہ نے پادری کو کہا۔ کہ تم کیوں اسکی باتوں سے خوش ہو رہے ہو۔ یہ تمہاری طرح مسیح کو خدا نہیں مانتا۔ پادری نے کہا۔ کچھ پروا نہیں۔ میں خوش ہوں۔ کیونکہ دہریہ کا منہ اسنے توڑ دیا ہے ؁

چونکہ وقت بہت ہو گیا تھا۔ اور اندھیرا ہونے لگا تھا۔ اسواسطے مباحثہ بند کیا گیا ؁

خاکسار قاضی عبید اللہ عفے اللہ عنہ

لنڈن ۱۵ مئی ۱۹۱۷ء

مولوی ظفر علی صاحب کی غلط بیانی

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب سابق اڈیٹر اخبار زمیندار نے شملہ میں منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کے سامنے بیان کیا ہے کہ مینے کسولی میں کہا تھا۔ کہ ہم پانچوں نمازوں میں مسلمانوں کی تباہی کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ میں اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یہاں میں اصل گفتگو (جو میرے اور اسکے درمیان ہوئی) درج کر کے بتانا چاہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب موصوف کسقدر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ میری ان سے کسولی میں دو تین دن برابر گفتگو ہوتی رہی۔ چونکہ میں ان کی شکل سے ناواقف تھا۔ اسلئے مینے اثنائے گفتگو میں کئی دفعہ انہی سے دریافت کیا کہ سنا ہے مولوی ظفر علی خان بھی یہاں زیر علاج ہیں۔ کیا آپ کو ان کا علم ہے۔ اسپر آپ فرما دیتے کہ آئے ہوئے تو ہیں مگر معلوم نہیں قیام کہاں ہے۔ آپ کی کسی دن ان سے ملاقات کرائینگے پھر یہی نہیں۔ بلکہ آپ ہر بار مجھے اپنا نام الطاف حسین بتاتے رہے۔ اور راولپنڈی کا رہنے والا کہتے رہے۔ ایکدن کسی دوسرے شخص سے جبکہ میں انہیں کے متعلق دریافت کر رہا تھا تو اتفاقاً مولوی ظفر علی صاحب کا اسجگہ سے گذر ہوا۔ تو اسنے مجھے بتایا یہی حضرت مولوی ظفر علی صاحب ہیں ؁ گفتگو درج ذیل ہے :۔

مولوی ظفر علی۔ سنا ہے۔ آپکی طرف سے ایک ڈبل کمپنی تیار ہو کر جنگ پر جانے والی ہے ؁

محمد مولاداد۔ جی ہاں۔

مولوی ظفر علی۔ تو آپ کن سے جنگ کرینگے ؁

محمد مولاداد۔ جن کے مقابلہ میں ہماری گورنمنٹ حکم دیگی

مولوی ظفر علی۔ اگر ترکوں کے مقابلہ پر حکم دے ؁

محمد مولاداد۔ انشاء اللہ انہی سے جنگ کرینگے۔ کیونکہ یہ قرآن شریعت کا حکم ہے کہ اپنے بادشاہ کی جان اور مال غرضکہ جس طرح سے ہو سکے۔ مدد کرو۔ ہم تو نمازوں میں دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری گورنمنٹ کو فتح دے اور اسکے دشمن ہلاک ہوں ؁

مولوی ظفر علی۔ تو آپ یوں کیوں نہیں کہتے کہ ہم ہر نماز میں مسلمانوں کی تباہی کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں ؁

محمد مولاداد۔ یہ آپکی سمجھ ہے۔

یہ ہے وہ گفتگو جس کے متعلق مولوی صاحب نے مندرجہ بالا نتیجہ بطور خود نکالا ہے ؁

خاکسار محمد مولاداد

تبلیغی خطوط کئی ستمبر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے جن تبلیغی خطوط کے متعلق اعلان کیا گیا تھا انہیں سے دو خط چھپکر شائع ہو گئی ہیں۔ جو تبلیغ سلسلہ کیلئے بہت مفید ہیں۔ یہ خط ایک روپیہ کے ۸۰ اور خط نمبر ۲ ایکروپیہ کے ۳۲ منشی فخر الدین صاحب ملتانی مالک احمدیہ بکڈپو قادیان سے ملتے ہیں

جنگ کی خبریں

دشمن کے شدید حملے پسپا کئے گئے۔ لنڈن ۲۳ جون۔ آج سہ پہر کا فرانسیسی اعلان مظہر ہے۔ کہ رات کے وقت شدید گولہ باری کے بعد جرمنوں نے علاقہ داگیں اور ضلین کے جنوب اور جنوب مشرق کی طرف اپنی کوشش از سر نو شروع کیں۔ ان کے تمام حملے شدید نقصانات کے ساتھ پسپا کئے گئے ؁

پرتگالی سپاہ کی فتح لنڈن ۲۳ جون۔ سر ڈی ہیگ کی آج رات کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ پرتگالیوں نے کل رات آرمنٹیریز کے جنوب میں ایک مکمل جرمن پٹرولی دستے کو ہلاک کر دیا یا گرفتار کر لیا ؁

کثیر مقدار مال غنیمت گرفتار کیا گیا لنڈن ۲۲ جون۔ ایک برطانوی سرکاری اعلان مظہر ہے کہ دشمن نے کوہ ادرینگاڈ پر اور ایشیاگو پر مع قبع پوزیشنوں پر مجتمع آتشباری کی۔ ہمنے موثر طور پر جواب دیا۔ ہمنے اس علاقہ میں ۱۹ جون کو ۲ توپیں کلدار توپیں ۔۔ ۱۰۰۰ بندوقیں اور کثیر التعداد سامان بارود اور سرنگوں کا سامان گرفتار کیا ؁

ماسکو کی ریلوے سٹرائک کا خاتمہ لنڈن ۲۲ جون۔ پیٹروگریڈ ماسکو میں جو ریلوے سٹرائک جاری تھی۔ گورنمنٹ کے تنخواہوں میں اضافہ منظور کر لینے باعث ختم ہو گئی ہے ؁

۸۰ ہزار آدمی فاقہ کشی سے بچنے کے لئے لوڈز کو چھوڑ گئے لنڈن ۲۴ جون۔ ۸۰ ہزار آدمی فاقہ کشی سے بچنے کے لئے لوڈز کو چھوڑ گئے وارسا میونسپل کمیٹی نے لوگوں کے منتقل کرنے میں مدد دینے کے لئے ایک انجمن قائم کی ہے ؁

امریکہ اور جنگ لنڈن ۲۳ جون۔ واشنگٹن ۲۱ اور ۳۰ سال کے درمیان کی عمر کے قریباً ایک کروڑ آدمی جنگی خدمت کے لئے بھرتی کئے گئے ؁

قرضہ آزادی میں کامیابی قرضہ آزادی کا چندہ افسران خزانہ کے اعلےٰ ترین تخمینے سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اس قرضہ میں ۳ کھرب ڈالر سے زیادہ جمع ہو چکے ہیں ؁